© rasailojaraid.com

سندھ ساگر اکاڈمی

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی کی ایک اہم اور غیر مطبوعہ تحریر، بشکریہ ۔ مولانا عزیز احمد مرحوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد! ہم جب واپس وطن پہنچے تو ہم نے مقرر طے شدہ پروگرام کا فوراً تعارف کرانا ناممکن دیکھا ہم نے اسے تقسیم کر لیا۔ ۱۹۳۹ء کے مارچ میں ہم کراچی اترے۔ ہم انڈین نیشنل کانگریس میں آگے بڑھنے والوں کا نام لے کر کانگریس پارٹی سے علیحدہ ہو جاتے، فقط عدم تشدد اور وطنی اتحاد اور عوام کی بیداری کے خدام کی ہم تعریفیں کرتے ہماری شخصی رائے کوئی پوچھتا تو ہم اپنا مقصد حیات فقط حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن دیوبندی کی یادگار قائم کرنے پر منحصر کر دیتے۔ تفصیلی بحث میں ہم سب سے پہلے شیخ الہند کے ہند سے باہر کے کام کا تعارف کراتے، کچھ دیر حیران رہ جاتے۔ اس کے بعد شیخ الہند کا فیصلہ حضرت مولانا محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند کی سوسائٹی کا اتباع ہے، اسے واضح کرتے۔ لوگ فہمیدہ اور واقف اگر ملتے تو حیران ہوتے۔ انھوں نے فقط جہاد اور لڑائی کے واقعات تو یاد کر رکھے ہیں مگر جہاد کا فلسفہ اور فتح و شکست کے بعد کے پروگرام پر کبھی غور ہی نہیں کیا جب ہم اپنے دوستوں کو مولانا شیخ الہند کے ان مقولوں کا مطلب بتلاتے جو انھوں نے بھی خود حضرت سے سُنے تھے تو ہماری فی الجملہ تعریف کرتے۔

مولانا محمد قاسم کی سوسائٹی کے فیصلے سے آگے بڑھ کر ہم حضرت حاجی امداد اللہ اور حضرت مولانا مملوک علی اور مولانا مظفر حسین (کاندھلوی) اور مولانا عبد الغنی اور مولانا محمد یعقوب دہلوی اور اس درجے کے اور چند حضرات کا نام لے کر ان کے فیصلے بتلاتے جو الصدر الحمید مولانا محمد اسحٰق کے بعد دہلی میں ان کے قائم مقام تھے۔ جس کے پروگرام بالاکوٹ کی شکست کے بعد فیصل ہوتے۔ اس وقت ہمارے بعض دوست ہمیں ملامت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنا چھوڑ دیتے۔ مگر سو میں سے پانچ بھی ایسے نہیں ملتے وہ جو آخر تک ہماری بات ہی سُن لیں۔

ہمارے سامنے اور بھی مشکلات تھیں:

(۱) روپیہ ضرورت کے موافق نہ ہونا

(۲) گورنمنٹ کی طرف سے نگرانی کرنے والوں کو ناراض نہ ہونے دینا

(۳) اور اپنے لوگوں میں بیٹھ کر غلط صحیح الزام لگا کر برٹش حکومت کو کوسنا۔ جہاد سمجھنے والوں کی قدر منزلت ہم نوائی بھی کرتے رہنا۔ ورنہ ڈر تھا کہ ہمیں اسلام سے نہ خارج کر دیا جائے۔ اس حالت میں اپنا اصلی پروگرام بھی کہیں نہ کہیں بتلاتے رہیں۔ اس طرح ہم نے تین سال برباد کیے۔

بحمد اللہ تعالیٰ جب ہم ان خرافات سے فارغ ہوئے تو ہم نے اپنی مستقل پارٹی انڈین نیشنل کانگریس میں بنانے کا اعلان کیا۔ اب یادگار شیخ الہند کی تفصیل کے لیے ایک موقع ملتا ہے۔ ہم پارٹی بنائیں گے امام ولی اللہ دہلوی کے فلسفے پر۔ اسے ملک میں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اس لیے ہم یادگار شیخ الہند ایک تعلیم گاہ کی صورت میں پہلے قائم کریں گے۔ وہ ہے بیت الحکمت۔ سب سے پہلے ہم نے دار العلوم دیوبند کے پہلے دورے میں اپنے طالب علمی والے تجربے میں بیٹھ کر اپنے ایک دو مخصوص عزیزوں اور دوستوں سے تذکرہ کیا۔ یہ ہے "بیت الحکمت" کی تاسیس۔ نہ ہم نے دار العلوم میں اعلان کیا۔ غالباً نہ آج تک باہر ہم نے کسی سے اس چھوٹی سی بات کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد دہلی جامعہ ملیہ کی فضا دیکھ آئے تو سندھ پہنچ کر ہم نے دار الرشاد (گوٹھ پیر جھنڈا) کے اپنے کمرے میں اپنے ایک دو ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر بیت الحکمت قائم کر دیا اور اس کا اعلان کراچی کے اخباروں میں کرا دیا۔ مولانا محمد صادق نے مظہر العلوم کراچی میں بیت الحکمت بنا دیا۔ مہینہ چالیس دن ہم وہاں بھی کام کرتے رہے ہیں۔

اس کے بعد ہم جامعہ ملیہ پہنچے اور "بیت الحکمت" کے مستقل مرکز بنانے میں پرانی نظارۃ المعارف القرآنیہ (دہلی) کے زندہ کرنے کے لیے مصروف ہو گئے۔

اب ہمارے پروگرام سیاسی انقلابات سے متاثر ہو چکے ہیں اس لیے عام طور پر طالب علم نہیں ملتے پھر بھی ہم تین سال تک کام کرتے رہے جو طالب علم تیار ہوتے ان کو نظام عمل بتاتے۔ ہم پھر سندھ واپس گئے اور (گوٹھ پیر جھنڈا میں) دار الرشاد کے متصل ایک قطعہ زمین بیت الحکمت میں حاصل کرنے میں غالباً تین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تین سال معروف رہے۔ جولائی ۱۹۴۲ء میں وہ قطعہ ہم کو مل گیا۔ اب ہم اپنے پروگرام پر اس میں مستقل یادگار شیخ الہند قائم کرنا چاہتے ہیں ہم اس نئی بستی کا نام ہم نے محمود نگر تجویز کیا ہے محمود نگر میں ہمارا جس قدر کام ہے ہم اسے سندھ ساگر انسٹی ٹیوٹ کے ضابطے میں لاکر امام ولی اللہ کے فلسفے پر سوسائٹی میں انقلاب لانا چاہتے ہیں جس قدر دوسرے درجے کے کام ہیں ہم ان کو سندھ ساگر اکاڈیمی کا نام دیتے ہیں۔

اس طرح ہمارا علمی مرکز بیت الحکمت جامعہ ملیہ دہلی میں اور ہمارا علمی ادارہ (سندھ ساگر اکاڈیمی) "محمود نگر" (ضلع حیدرآباد، سندھ) میں آہستہ آہستہ ترقی کرتا رہے گا۔

واللہ ھو الموفق و ھو المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عبید اللہ سندھی

۱۲ جولائی ۱۹۴۲ء ہندی

دفتر سندھ ساگر اکاڈیمی۔ لیاری، کراچی[1]

مظہر العلوم، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس تحریک (سندھ ساگر انسٹی ٹیوٹ) کا مرکز محمود نگر ہے۔ مگر اس کے ساتھ کراچی طبعی طور پر مرکز بن جاتا ہے ہم نے بالفعل سندھ ساگر اکاڈیمی لیاری میں کام شروع کیا ہے۔

دفتر مراسلات، سندھ ساگر اکاڈیمی، لیاری، کراچی[1]

مولانا محمد صادق صاحب مظہر العلوم، اسلام آباد، کراچی[2]

مولانا محمد صادق صاحب کی ہمت و ہمدردی، بیت الحکمت کی سندھ میں مستقل تاسیس، امام ولی اللہ کی کتابوں کے شائع کرنے کا پہلا انتظام۔

---

[1] محلہ کلاں کوٹ نزد گھول باغ، علاقہ لیاری میں حضرت مولانا سندھی کے شاگرد رشید مولانا محمد حاجر مدنی کا مکان تھا۔ جو بیت الحکمت اور سندھ ساگر اکاڈیمی کے کاموں کا مرکز تھا (ا۔ س۔ ش)۔

[2] دوسرا مرکز مولانا سندھی کے دوست اور شیخ الہند کے شاگرد مولانا محمد صادق کا مدرسہ مظہر العلوم، اسلام آباد (قدیم نام کھڈہ) تھا (ا۔ س۔ ش)

© rasailojaraid.com